مسند سعد بن ابی وقاص رضؓ ایک تعارف

ڈاکٹر محمد عتیق الرحمن[۱]

یہ عربی کتاب ۱۹۸۶ء میں بیروت سے شائع ہوئی ہے۔ اس کے مؤلف تیسری صدی ہجری کے معروف عالم اور حافظ حدیث ابو عبداللہ احمد بن ابراہیم بن کثیر الدورقی البغدادی ہیں جو یحییٰ بن معین، اسحاق بن راہویہ اور امام احمد بن حنبل کے معاصر اور ابن ماجہ، ابو داؤد اور امام ترمذی کے شیخ (استاد) ہیں۔ خوشی کی بات ہے کہ دورِ حاضر کے معروف عالم شیخ عامر حسن صبری نے اس کی تدوین کی ہے جس کو انھوں نے احادیث کی تخریج، رجال کی تحقیق، غریب وضعیف روایات کی وضاحت کے ساتھ مرتب کیا ہے اور جدید تحقیقی اصول وضوابط کی روشنی میں پیش کیا ہے جو درحقیقت تدوینِ حدیث کی تاریخ میں ایک اہم اضافہ ہے۔ انھوں نے کتاب کے شروع میں ایک مفید اور معلوماتی مقدمہ بھی لکھا ہے جو کتاب کا بہترین تعارف ہے۔ مندرجہ ذیل سطور میں اس کا ترجمہ وتلخیص پیش خدمت ہے۔ اس کے علاوہ کچھ ضروری معلومات مثلاً حضرت سعد بن ابی وقاص کے مختصر حالات اور مسند کے ابواب کی تفصیلات اپنی طرف سے بطور اضافے کے شامل کیے گئے ہیں۔

کتاب کا تعارف

یہ کتاب دراصل ۲۴۸ صفحات پر مشتمل ہے جس میں چند صفحات تو مؤلف کے حالات، اسلوب بیان، فہرستِ احادیث ورواۃ وغیرہ پر محیط ہیں۔ بقیہ صفحات میں حضرت سعد بن ابی وقاص کی مرویات ہیں۔ یہ حصہ دراصل صفحہ ۲۱ سے شروع ہو کر ص ۲۲۱ پر ختم ہوتا ہے۔

اس میں تین جزو ہیں۔ پہلے جزو میں جابر بن سمرہ، ابن عباس، عامر بن سعد، مصعب بن سعد کی روایات ہیں جنھیں انھوں نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے بیان کی ہیں۔ جس میں کل ۴۴ احادیث ہیں۔ دوسرے جزو میں عمر بن سعد، ابراہیم بن سعد، محمد بن سعد، یحیٰی بن سعد، عائشہ بنت سعد کی روایات ہیں جس میں کل ۸۴ احادیث ہیں۔ تیسرے جزو میں سعید بن المسیب اور بقیہ کچھ دوسرے راویوں کی روایات ہیں جو کل تعداد میں ۴۴ ہیں اس طرح پورے مسند میں احادیث کی تعداد ۱۳۴ ہوتی ہے۔

سعد بن ابی وقاصؓ

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اجلۂ صحابۂ کرام میں شمار ہوتے ہیں۔ انھوں نے سترہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا تھا۔ وہ غزوۂ بدر اور اس کے بعد کے تمام غزوات میں شریک رہے۔ وہ اسلام کے بڑے سپاہیوں اور اس کے جاں نثاروں میں تھے۔ انھوں نے عرب و ایران کی جنگ قادسیہ میں شاندار کامیابی حاصل کی تھی اور ایرانیوں کو شکست دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کی فراست اور جنگی تجربات سے نہایت متاثر تھے۔ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عشرۂ مبشرہ میں ان کا بھی نام آتا ہے۔ المدائنی اور دیگر اہل علم نے فرمایا کہ ان کی وفات ۵۵ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔

حدیث نبوی کی روایات کے لحاظ سے ان کا مقام نہایت اہم ہے۔ اجلۂ صحابہ میں ان کا شمار تھا۔ یہی وجہ ہے کہ صحابۂ کرام میں حضرت ابن عمرؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت ابن عباسؓ اور حضرت جابر بن سمرہؓ نے ان سے روایت کی ہے۔ اس کے علاوہ تابعین میں شعبہ، ابن عیینہ، ابن المسیب، زہری، یحیٰی بن سعید، ابن عبیدہ وغیرہ نے ان سے احادیث بیان کی ہیں۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں تاریخ اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں اٹھارہ روایتیں ان سے نقل کی ہیں[1]

مسند بقی بن مخلد میں ان سے ۲۷۰ احادیث مروی ہیں۔ ان کی مرویات کا سب سے اہم مجموعہ مسند سعد بن ابی وقاص ہے جس پر اگلے صفحات میں تفصیل کے ساتھ

---

[1] سیر اعلام النبلاء ۱/۹۲-۱۲۴، الاستیعاب ۴/۱۷۰-۱۷۷؛ تہذیب الکمال ۸/۷۴؛ کنز العمال ۱۲/۲۱۲-۲۱۳

گفتگو ہوگی۔

مؤلفِ کتاب حافظ ابوعبداللہ احمد بن ابراہیم الدورقیؒ

نام، نسب اور کنیت

آپ کا نام احمد بن ابراہیم بن کثیر بن زید بن افلح بن منصور بن مزاحم العبدی مولیٰ عبدالقیس ہے۔ کنیت ابوعبداللہ اور نسبتی نام البغدادی، النکری الدورقی ہے۔ النکری نون کے ساتھ، خاندان عبدقیس کی ایک شاخ بنی نکر کی طرف نسبت ہے۔ الدورقی۔ دال کے فتحہ، واو کے سکون اور 'را' کے فتح کے ساتھ۔ اسے بطور لقب اختیار کرنے کے سلسلے میں چند اقوال بیان کیے گئے ہیں۔

۱۔ ایک قول یہ ہے کہ اہواز کے مضافات میں ایک شہر دورق کی طرف نسبت ہے۔
۲۔ دوسرا قول یہ ہے کہ الدورقی لمبی ٹوپیوں کی صنعت کی طرف منسوب ہے۔
۳۔ تیسرا قول یہ ہے کہ آپ کے والد اپنے زمانے کے معروف صوفی اور بزرگ تھے اور اس دور میں عام طور پر زہد و تقویٰ اختیار کرنے والے کو 'دورقی' کہا جاتا تھا۔

ان تینوں اقوال میں سب سے زیادہ مناسب تیسرا قول ہے کیونکہ علامہ سمعانی نے عبداللہ بن احمد بن حنبلؒ تک اپنی سند سے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن احمد نے فرمایا کہ میں نے احمد بن الدورقی سے پوچھا آپ کو دورقی کیوں کہا جاتا ہے؟ تو انھوں نے جواباً فرمایا کہ اس دور میں جب کوئی نوجوان زہد و تقویٰ کی راہ اختیار کرتا اور اس کی طرف اس کا زیادہ میلان دیکھا جاتا تو اس کو "دوارقہ" سے موسوم کیا جاتا تھا۔ میرے والد بھی انہی لوگوں میں سے تھے جو زہد و تقویٰ کی راہ پر گامزن تھے۔ اس لیے انھیں الدورقی کہا گیا ہے[1]

پیدائش و وفات

تاریخِ ولادت متعین طور پر معلوم نہیں ورنہ کتبِ مراجع کا اتفاق ہے کہ آپ کی ولادت

[1] کتاب الانساب ۳۹۲/۵

۱۶۸ھ میں ہوئی اور وفات ۲۳ شعبان ۲۲۶ھ میں سامرا میں ہوئی۔

حصولِ علم اور تعلیم و تربیت

امام دورقی کی پرورش و پرداخت کے سلسلے میں کتبِ مراجع خاموش ہیں تاہم ہم اتنا کہہ سکتے ہیں کہ آپ نے بچپن ہی سے علم حاصل کرنا شروع کر دیا تھا۔ مسند سعد میں آپ نے محمد بن حمید العمری البغدادی (م ۱۸۲ھ) سے روایت بیان کی ہے، اس وقت آپ کی عمر ۱۴ برس تھی۔ آپ نے ہشیم بن بشیر (م ۱۸۳ھ) سے بھی روایت بیان کی ہے اس وقت آپ ۱۵ سال کے تھے۔ اس طرح جریر بن عبد الحمید الضبی (م ۱۸۸ھ) سے روایت بیان کی ہے جس وقت آپ کی عمر بیس سال کی تھی۔

امام دورقی کا زمانہ علم و فن کی ترقی اور مذہبی آگہی کے لحاظ سے نہایت شاندار اور اہم دور سمجھا جاتا ہے۔ کیوں کہ اسی دور میں بڑے بڑے حفّاظِ حدیث، محدثین اور چوٹی کے نقّاد و محقّقین پیدا ہوئے مثلاً وکیع بن الجراح، عبد الرحمٰن بن مہدی، یحییٰ بن سعید القطان، علی بن المدینی، علی بن الجعد، اسحاق بن راہویہ، یحییٰ بن معین، احمد بن حنبل وغیرہم۔

شیوخ

امام دورقیؒ نے اپنے دور کے بہترین اساتذہ اور علمائے حدیث کی شاگردی اختیار کی۔ یہ ایسے اساتذہ اور علمائے حدیث تھے جن کا حفظ و اتقان مسلّم تھا اور جو اپنے دور کے معروف اور مستند علماء میں شمار ہوتے تھے۔ مسند سعد میں ان کے اساتذہ کی تعداد ۵۶ ملتی ہے جو بغداد، بصرہ، کوفہ، واسط، مصیصہ وغیرہ کے رہنے والے تھے۔ ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:۔

۱۔ ابراہیم بن المنذر الحزامی (م ۲۳۶ھ)
۲۔ ابراہیم بن مہدی المصیصی (م ۲۲۵ھ)
۳۔ احمد بن عبد اللہ بن یونس الکوفی (م ۲۲۷ھ)
۴۔ اسحاق بن یوسف الازرق الواسطی (م ۱۹۵ھ)
۵۔ اسماعیل بن ابراہیم بن علیۃ البصری (م ۱۹۳ھ)

۶۔ بکر بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ الانصاری، ابوعبداللہ الکوفی القاضی (م ۲۱۹ھ)
۷۔ بہز بن اسد، ابوالاسود البصری (م بعد ۲۰۰ھ)
۸۔ جریر بن عبدالحمید الضبی (م ۱۸۸ھ)
۹۔ حجاج بن محمد المصیصی ابومحمد الاعور (م ۲۰۶ھ)
۱۰۔ حماد بن اسامہ، ابواسامہ الکوفی (م ۲۰۱ھ)
۱۱۔ خالد بن مخلد البجلی القطوانی الکوفی (م ۲۱۳ھ)
۱۲۔ خلف بن الولید الازدی
۱۳۔ روح بن عبادۃ بن العلاء القیسی، ابومحمد البصری (م ۲۰۷ھ)
۱۴۔ سلیمان بن داؤد، ابوداؤد الطیالسی البصری (م ۲۰۴ھ)
۱۵۔ شبابہ بن سوار الفزاری (م ۲۰۶ھ)
۱۶۔ شجاع بن الولید بن قیس السکونی الکوفی (م ۲۰۴ھ)
۱۷۔ صفوان بن عیسیٰ الزہری (م ۲۰۰ھ)
۱۸۔ عبداللہ بن عبدالرحمٰن
۱۹۔ عبداللہ بن عبدالغفار
۲۰۔ عبداللہ بن مسلمۃ بن قعنب القعنبی (م ۲۲۱ھ)
۲۱۔ عبداللہ بن ابی موسیٰ
۲۲۔ عبداللہ بن نمیر، ابوہشام الکوفی (م ۱۹۹ھ)
۲۳۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ
۲۴۔ عبدالرحمٰن بن المبارک الطفاوی البصری
۲۵۔ عبدالرحمٰن بن مہدی، ابوسعید البصری (م ۱۹۸ھ)
۲۶۔ عبدالسلام بن مطہر، ابوظفر البصری (م ۲۱۴ھ)
۲۷۔ عبدالصمد بن عبدالوارث بن سعید، ابوسہل البصری (م ۲۰۷ھ)
۲۸۔ عبدالکبیر بن عبدالمجید، ابوبکر الحنفی البصری (م ۲۰۴ھ)
۲۹۔ عبدالملک بن عمرو، ابوعامر العقدی (م ۲۰۵ھ)
۳۰۔ عبیداللہ بن محمد بن عائشۃ القرشی (م ۲۲۸ھ)

۳۱۔ عبیداللہ بن موسیٰ العبسی، ابو محمد الکوفی (م ۲۱۳ھ)
۳۲۔ عثمان بن عمر بن فارس العبدی البصری (م ۲۰۹ھ)
۳۳۔ عفان بن مسلم البصری (م ۲۱۹ھ)
۳۴۔ علی بن اسحاق المروزی (م ۲۱۳ھ)
۳۵۔ العلاء بن عبدالجبار العطار البصری ثم المکی (م ۲۱۲ھ)
۳۶۔ عمر بن حفص بن غیاث الکوفی (م ۲۲۲ھ)
۳۷۔ عمرو بن عون بن اوس، ابو عثمان البزار البصری (م ۲۲۵ھ)
۳۸۔ الفضل بن دکین، ابو نعیم الکوفی (م ۲۹۱ھ)
۳۹۔ قتیبہ بن سعید البغلانی (م ۲۴۰ھ)
۴۰۔ محمد بن حمید، ابو سفیان المعمری البغدادی (م ۱۸۲ھ)
۴۱۔ محمد بن خازم، ابو معاویہ الضریر الکوفی (م ۱۹۵ھ)
۴۲۔ محمد بن الصبّاح الدولابی، ابو جعفر البغدادی (م ۲۲۷ھ)
۴۳۔ محمد بن عبداللہ بن الزبیر، ابو احمد الکوفی (م ۲۰۳ھ)
۴۴۔ محمد بن الفضیل بن غزوان الضبی الکوفی (م ۱۹۵ھ)
۴۵۔ محمد بن یزید الکلاعی الواسطی (م ۱۹۰ھ)
۴۶۔ مکی بن ابراہیم بن بشیر البلخی (م ۲۱۵ھ)
۴۷۔ موسیٰ بن اسماعیل المنقری، ابو سلمۃ التبوذکی (م ۲۲۳ھ)
۴۸۔ ہاشم بن القاسم بن مسلم، ابو النضر البغدادی (۲۰۷ھ)
۴۹۔ ہشیم بن بشیر السلمی الواسطی (م ۱۸۳ھ)
۵۰۔ وکیع بن الجراح بن ملیح الرؤاسی، ابو سفیان الکوفی (م ۱۹۸ھ)
۵۱۔ وہب بن بقیہ بن عثمان، ابو محمد الواسطی (م ۲۳۹ھ)
۵۲۔ وہب بن جریر بن حازم، ابو عبداللہ الازدی البصری (م ۲۰۶ھ)
۵۳۔ یزید بن ہارون بن زاذان السلمی، ابو خالد الواسطی (م ۲۰۶ھ)
۵۴۔ یعلیٰ بن عبید بن ابی امیہ، ابو یوسف الطنافسی الکوفی (م کچھ اوپر ۲۰۰ھ)
۵۵۔ یوسف بن بہلول الانباری الکوفی (م ۲۱۸ھ)

۵۶۔ یوسف بن یعقوب السدوسی، ابو یعقوب السلمی البصری (م ۲۰۸ھ)

تلامذہ

امام دورقی نے حدیث نبوی کے درس و تدریس کی طرف خصوصی توجہ دی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے تلامذہ کی کثرت نظر آتی ہے۔ ان میں کچھ ایسے علما بھی دیکھنے کو ملتے ہیں جو آگے چل کر اپنے وقت کے جید عالم، محدث اور امام حدیث ہوئے اور جن کی مرتب کی ہوئی کتابیں آج بھی پوری علمی دنیا میں مشہور ہیں۔ چند کے نام یہ ہیں۔

۱۔ مسلم بن الحجاج النیساپوری۔ آپ نے اپنی "صحیح" میں امام دورقیؒ سے روایت کی ہے۔

۲۔ سلیمان بن اشعث، ابو داؤد السجستانی

۳۔ محمد بن عیسیٰ، ابو عیسیٰ الترمذی۔

۴۔ محمد بن یزید بن ماجہ

۵۔ عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز، ابو القاسم البغوی البغدادی۔

۶۔ بقی بن مخلد الاندلسی۔

۷۔ ابن ابی الدنیا عبداللہ بن محمد بن عبید البغدادی

۸۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل

۹۔ محمد بن محمد بن بدر الباہلی۔ (مسند سعد کے راوی)

علمائے کرام کے توصیفی کلمات

مختلف علمائے کرام وائمہ حدیث نے آپ کی تعریف کی ہے اور آپ کے اعلیٰ فہم و ذکا اور حدیث دانی کی ثنا خوانی کی ہے۔ چنانچہ شیخ خلیل نے "الارشاد" میں آپ کے بارے میں فرمایا "ثقۃ متفق علیہ" (آپ ثقہ اور متفق علیہ ہیں)[1] ابو حاتم رازی نے آپ کو "صدوق"[2] کہا ہے۔ علامہ العقیلی نے ثقہ[3] قرار دیا ہے اور ابن حبان

---

[1] التہذیب: ۱۰/۱ [2] الجرح: ۳۹/۲:۳۸۷ [3] التہذیب ۱۰/۱

نے آپ کا تذکرہ ثقات[۱] میں کیا ہے۔

یعقوب بن اسحاق الہروی نے کہا: میں نے صالح بن محمد (جزرہ) سے یعقوب اور احمد دورقی کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا "کان احمد اکثرھما حدیثا واعلمھما بالحدیث وکان یعقوب ۔یعنی اخاہ ۔ اسندھما، وکانا جمیعا ثقتین"[۲] (ان دونوں میں احمد کے پاس حدیث کا زیادہ ذخیرہ تھا اور وہ اس کے بڑے عالم تھے۔ جبکہ یعقوب (یعنی احمد کے بھائی) کا درجہ علم اسناد میں ان سے زیادہ بڑھا ہوا تھا اور دونوں ہی ثقہ تھے۔)

علامہ ذہبیؒ نے فرمایا الحافظ الکبیر المجود[۳]..... (آپ بڑے اچھے حافظ حدیث تھے)

تصانیف

امام دورقی نے متعدد تصانیف یادگار چھوڑی ہیں جو نہایت مفید اور اہم ہیں علامہ ذہبیؒ نے "السیر" میں لکھا ہے "کان حافظا یقظا حسن التصنیف" (آپ بیدار مغز حافظ اور عمدہ مصنف تھے، علامہ ذہبیؒ نے "التذکرہ" میں مزید فرمایا "صنّف وجمع وکان حافظا فہما حسن التالیف"[۴] (آپ نے تصنیف اور جمع (احادیث) کا کام کیا۔ آپ زود فہم حافظ اور عمدہ تصنیف والے تھے۔)

"العبر"[۵] میں مزید فرمایا "صنّف التصانیف" (آپ نے متعدد کتابیں تصنیف فرمائیں) امام دورقی کی جن تصانیف کا نام تذکروں میں ملتا ہے وہ حسب ذیل ہیں مگر سوائے مسند سعد بن ابی وقاص کے ان کی اور کوئی تصنیف ہم تک نہیں پہنچ سکی ہے۔

۱۔ کتاب سیرۃ عمر بن عبدالعزیزؒ وزہدہ، یہ پانچ حصوں میں ہے۔ اس کتاب کا

---

۱ الثقات: ۲۱/۸ ۲ تاریخ بغداد: ۴/ ۷ ۳ سیر اعلام النبلا ۱۲/ ۱۳۰

۴ تذکرۃ الحفاظ: ۲/ ۵۰۵ ۵ العبر: ۱/ ۳۵۱

تذکرہ ابن خیر نے اپنی پڑھی ہوئی کتابوں کے ضمن میں اپنی فہرست میں کیا ہے اور اس کتاب کی روایت بقی بن مخلد کے واسطہ سے امام دورقی سے کی ہے۔ ابن حجر نے بھی "تغلیق التعلیق" میں اس کا تذکرہ کیا ہے[1]۔

۲۔ کتاب زہد بن سیرین وایوب ووہیب بن الورد وابراہیم بن ادہم وسلیمان الخواص۔ ابن خیر نے اس کا تذکرہ بقی بن مخلد کی روایت سے اپنی فہرست میں کیا ہے[2]۔

۳۔ مسند علی بن ابی طالب۔ علامہ ابن حجرؒ نے "التلخیص الحبیر" اور شیخ متقی الہندی نے "کنز العمال" میں اس کا تذکرہ کیا ہے[3]۔

۴۔ مسند ابن حجرؒ نے اس کا تذکرہ "النکت الظراف"[4] میں کیا ہے۔

۵۔ مسند سعد بن ابی وقاص۔ جس کا تفصیلی بیان آگے آرہا ہے۔

مسند سعد بن ابی وقاص۔ اسلوبِ تحریر

امام دورقی نے اس مسند میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت سعد بن وقاص کی بیان کردہ احادیث کو یکجا کرنا چاہا ہے جیسا کہ مسانید کی تالیف میں محدثین کرام کا طریقہ رہا ہے کہ ہر صحابی کی مرویات علٰحدہ علٰحدہ جمع کردی جاتی ہیں خواہ ان کے موضوعات مختلف ہوں، خواہ صحیح ہوں، حسن ہوں یا ضعیف ہوں۔ انھوں نے اس کتاب میں جو اسلوبِ تحریر اختیار کیا ہے وہ یہ ہے۔

۱۔ اس کتاب میں حضرت سعد بن ابی وقاص سے صحابہؓ کرام اور تابعین کے حوالے سے احادیث بیان کی گئی ہیں مثلاً صحابہ کرام میں جابر بن سمرہؓ، عبداللہ بن عباسؓ اور السائب بن یزیدؓ کے حوالے سے احادیث بیان کی گئی ہیں اور تابعین میں عامر، مصعب، عمر، ابراہیم، یحیٰ، محمد وعائشہ (حضرت سعد کی اولاد)، سعید بن المسیب،

---

[1] فہرست ابن خیر، ص ۲۷۳ وتغلیق التعلیق، ۳/۳۵۹

[2] فہرست ابن خیر ص ۲۷۴

[3] التلخیص الحبیر ۲/۱۹۔ کنز العمال ۱۳/۱۱۷-۱۱۸، ۱۲۱، ۱۲۴، ۱۲۹، ۱۸۸

[4] النکت الظراف علی الاطراف ۱۲/۴۷۸

ابوعثمان النہدی، عامر بن خارجہ بن سعد، الحسن البصری، ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف ابوبکر عرفطہ، دینا القراظ، ذکوان السمان، زید بن عیاش، سلیمان بن ابی عبداللہ، عبداللہ بن حبیب السلمی، عبداللہ بن السائب بن ابی نہیک، غنیم بن قیس، مجاہد بن جبر، محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لبیبہ، محمد بن عبداللہ بن الحارث بن نوفل اور معاذ المکی کے حوالے سے روایات تحریر کی گئی ہیں۔

۲۔ اس مسند میں امام دورقی کا اصول یہ ہے کہ وہ ان احادیث کو بیان کرتے ہیں جو حضرت سعد بن وقاص سے مروی ہیں مگر بعض جگہ اس کے خلاف بھی کیا ہے اس بنا پر چھ احادیث حضرت سعدؓ کے بجائے دوسرے صحابہؓ سے بیان کی گئی ہیں وہ یہ ہیں۔

حدیث ۱۴ حضرت عائشہؓ سے، ۳۶ ابن عباسؓ سے ۹۳ ابن مسعود سے، ۹۴ عبداللہ بن عمرو العاصؓ سے ۱۰۶ ابوہریرہؓ سے اور ۱۲ امام زہریؒ سے۔ اسی طرح دو حدیثیں ایسی مذکور ہیں جنھیں حضرت سعدؓ خولہ بنتِ حکیم کے واسطہ سے آنحضرتؐ سے روایت کرتے ہیں جو حدیث ۱۰۸ اور ۱۰۹ پر ملیں گی۔ اس کے علاوہ اس مسند کے راوی نے ایک حدیث اور ایک اثر امام مالک بن انسؒ کی روایت سے بیان کیا ہے جبکہ اس کی سند میں امام دورقی کا نام نہیں ملتا۔ یہ احادیث ۱۰۵ اور ۱۱۷ پر مذکور ہیں۔

۳۔ مسند سعد میں ۱۳۴ احادیث بیان کی گئی ہیں۔ زیادہ تر حدیثیں مرفوع ہیں یا مرفوع کے حکم میں ہیں۔ مگر چار آثار بھی ہیں۔ دو آثار حضرت سعدؓ سے مروی ہیں جو حدیث ۶۶ اور ۱۳۴ پر ملیں گے۔ ایک اثر عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے جو حدیث ۹۴ پر واقع ہے اور ایک امام زہریؒ سے جس کا حدیث نمبر ۱۲ ہے۔

۴۔ مصنف نے اپنی مرویات میں صحت کا التزام نہیں کیا ہے جیسا کہ تخریج احادیث میں واضح کیا جائے گا۔ اس سلسلے میں وہ دوسرے اصحابِ مسانید و سنن و معاجم سے مختلف نہیں ہیں۔ تاہم یہ حضرات مطعون بھی نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ لوگ احادیث اسانید کے ساتھ بیان کرتے ہیں اور حدیث کے لیے سند کا وہی درجہ ہے جو آدمی کے لیے نسب کا۔

تلاش وتحقیق کے بعد واضح ہوتا ہے کہ اس مسند میں ۸۷ صحیح، ۲۰ حسن، ۲۸ ضعیف اور دو نہایت ضعیف احادیث مذکور ہیں۔ اس میں چھ احادیث ایسی ہیں جن کے راویوں کے حالات معلوم نہیں ہو سکے اس لیے ان کی صحت کے بارے میں کوئی حکم لگانا مشکل ہے۔

۵۔ اس مسند میں یہ بات ملحوظ رہنی چاہیے کہ امام دورقی نے حضرت سعدؓ کی تمام مرویات کا احاطہ نہیں کیا ہے بلکہ مکررات سمیت کل ۱۲۵ احادیث بیان کی ہیں اور اسی کے قریب (یعنی ۱۲۱) صحاح ستہ کے مؤلفین نے بھی بیان کی ہیں جن میں مکررات بھی شامل ہیں۔ جب مختلف مسانید، جوامع، مصنفات معاجم اور اجزاء کی طرف رجوع کیا گیا اور ان میں حضرت سعدؓ کی بیان کردہ تمام مرویات کو یکجا کرنے کی کوشش کی گئی تو ان کی تعداد ۲۰۰ سے اوپر پہنچ گئی۔ اس مسند میں میں نے حضرت سعد بن وقاصؓ سے منقول فقہی آراء کا بھی ذکر کر دیا ہے۔

کتاب کی نسبت کی توثیق

مندرجہ ذیل امور کے تحت اس مسند کی نسبت امام دورقی کی طرف ہم قطعیت کے ساتھ کر سکتے ہیں۔

۱۔ ابویعلی الموصلی نے اپنی مسند ۲/ ۸۵ میں ایک حدیث امام دورقی سے روایت کی ہے جو مسند دورقی میں بھی موجود ہے جس کا نمبر ۱۸ ہے۔

۲۔ علامہ ذہبیؒ نے سیر اعلام النبلاء ۱۲/ ۱۳۱ میں امام دورقی کے حالات کے ضمن میں ان کی مسند سے ایک حدیث ابوالفتح محمد بن عبدالرحیم عن عبدالوہاب بن ظافر عن محمد بن عبدالرحمن الحفری سے روایت کی ہے اور یہ حدیث مسند میں ۲۰ پر موجود ہے۔

۳۔ ابن حجرؒ نے "الفتح" ۹/ ۳۴۴ اور "الاصابہ" ۳/ ۶۱۴ میں ایک حدیث نقل کر کے اسے امام دورقی کے مسند سے ماخوذ قرار دیا ہے جو مسند سعد بن ابی وقاص میں ۳۵ پر مذکور ہے۔

۴۔ یہ مسند منجملہ ان کتابوں کے ہے جنھیں ابن حجرؒ نے اپنے مشائخ سے

پڑھی ہیں جیسا کہ المعجم المفہرس (ق ۲۰ ب۔ نسخہ مکتبہ ازہریہ) میں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ ابن حجرؒ فرماتے ہیں میں نے پہلا جزو فاطمہ بنت التنوخیہ سے پڑھا۔ اس کے علاوہ شیخ ابوالفتح محمد بن عبدالرحیم بن الفرنے مجھے اس کی روایت کرنے کی اجازت دی تھی۔

۵۔ آخری بات یہ ہے کہ اس مسند کے تینوں اجزاء کے سرورق پر کتاب کی کچھ اسناد ملتی ہیں جو تمام کے تمام مشہور ائمہ حدیث کی سندیں ہیں۔

مخطوطہ کا تعارف

مسند سعد بن وقاص کا یہ مخطوطہ تین حصوں میں ہے۔ اس کے اوراق کی تعداد ۲۲ ہے۔ ہر صفحے میں ۲۳۔۲۷ سطریں ہیں۔ یہ معروف خط نسخ میں لکھا ہوا ہے جس کا واحد قلمی نسخہ مکتبہ ظاہریہ دمشق میں محفوظ ہے اور جس کی مائکروفلم جامعہ ام القری مکہ مکرمہ کی مرکزی لائبریری میں ہے۔ میرے علم میں اس کے علاوہ کوئی دوسرا نسخہ دنیا میں کہیں موجود نہیں ہے۔

اس نسخہ کے کاتب مشہور امام حدیث حافظ علاء الدین ابو القاسم علی بن بلبان بن عبداللہ مشرف ناصری ہیں جو ابوالفضل جعفر بن علی الہمدانی سے اس مسند کے راوی ہیں۔ اس نسخہ کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ معتبر علماء کی ایک جماعت کے سامنے پڑھا گیا جن میں چند کے نام یہ ہیں۔

۱۔ امام، محدث اور مورخ علم الدین القاسم بن محمد بن یوسف البرزائی (م ۷۳۹ھ) جنھوں نے ۶۷۹ھ میں اس مسند کو خود اس کے کاتب اور راوی علاء الدین بن بلبان سے پڑھا۔

۲۔ محدث علی بن مسعود بن نفیس موصلی حلبی (م ۷۰۴ھ) جنھوں نے شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن عبدالرحیم بن عبدالواحد المقدسی (م ۶۸۸ھ) سے جعفر الہمدانی کی روایت سے ۶۸۷ھ میں پڑھا۔

۳۔ امام محدث عبداللہ بن احمد بن عبداللہ المقدسی (م ۷۳۷ھ) جنھوں نے بنت امام تقی الدین ابراہیم بن علی الواسطی (م ۷۱۶ھ) سے جعفر ہمدانی کی روایت

سے پڑھا۔ انھیں اس کی روایت کی اجازت بھی حاصل تھی۔ اس مجلس کے سماع کے کاتب امام محدث محمد بن رافع السلامی (م ۷۷۴ھ) تھے یہ ۷۲۴ھ کی بات ہے۔

۴۔ امام فخر الدین عبدالرحمٰن بن محمد بن عبدالرحمٰن البعلبکی جنھوں نے اس نسخے کو اپنے دور کے امام اور محدث شہاب الدین ابوالعباس احمد بن ابی طالب بن نعمہ بن الشحنہ الحجار (م ۷۳۰ھ) سے ۷۲۶ھ میں پڑھا۔

کتاب کی اسناد

یہ مسند خود اس کے کاتب ابوالقاسم علی بن بلبان سے بروایت جعفر بن علی الہمدانی و ابی البیان بنا بن ابی المکارم الحنفی عن ابی عبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن الحضرمی عن ابی عبداللہ محمد بن احمد الرازی عن ابی القاسم عبدالرحمٰن بن المظفر الکحال عن ابی بکر احمد بن محمد المہندس عن ابی الحسن محمد بن الباہلی عن مؤلفہ ابی عبداللہ احمد بن ابراہیم الدورقی کے واسطہ سے ہم تک پہنچتی ہے۔ اس مسند کے تمام راوی مشہور ہیں جن کے حالات زندگی یہ ہیں۔

۱۔ ابوالقاسم علاء الدین علی بن بلبان المقدسی الناصری ۶۱۲ھ میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے شام، عراق، مصر میں شیخ القطیعی، شیخ ابن اللتی، شیخ ابن القبیطی اور دوسرے بہت سارے علماء سے حدیث نبوی سماعت فرمائی۔ انھوں نے حدیث کی جانب خصوصی توجہ کی۔ "العوالی" کی تخریج کی اور متعدد مفید کتابیں تصنیف فرمائیں۔ جن میں المقاصد السنیۃ فی الاحادیث الالٰہیۃ، تحفۃ الصدیق فی فضائل ابی بکر الصدیق اہم اور معروف ہیں۔ آپ کی وفات ۶۸۴ھ میں ہوئی[۱]

۲۔ ابوالفضل جعفر بن علی ابوالحسن بن ابی البرکات ہبۃ اللہ الہمدانی الاسکندرانی المقریٔ، آپ کی پیدائش ۵۴۶ھ میں ہوئی۔ آپ نے شیخ الحافظ السلفی اور ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن حضرمی اور ایک جماعت سے حدیث نبوی کی سماعت کی۔ آپ محدث، حافظ، ثقہ اور بکثرت حدیث بیان کرنے والے تھے۔ آپ کی وفات

---

[۱] العبر: ۳/۳۵۶، الشذرات: ۵/۳۸۸۔ مقدمۃ المقاصد السنیۃ ۳۹۳

۶۳۰ھ میں ہوئی۔[۱]

۳۔ ابو البیان بنا بن ابی المکارم بن ہجام بن عبداللہ الحنفی۔ شیخ ابن صابونی نے اپنی کتاب "تکملۃ الکمال الاکمال" میں آپ کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ آپ ہمارے شیخ ہیں آپ نے مصر اور اسکندریہ کے علماء کی ایک جماعت سے سماع حدیث فرمایا۔ آپ کے اساتذہ میں ابومحمد بن بری النحوی اور ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن حضرمی وغیرہ ہیں۔ آپ کی وفات قاہرہ میں ۶۴۳ھ میں ہوئی۔[۲] آپ کا مجہول الحال ہونا مسند کی صحت پر اثر انداز نہیں ہوتا کیونکہ محمد بن عبدالرحمٰن اسکندرانی سے روایت کرنے میں آپ تنہا نہیں ہیں بلکہ جعفر بن علی ہمدانی بھی راوی ہیں۔

۴۔ ابو عبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد الحضرمی الاسکندرانی۔ آپ ۵۱۲ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ علمی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ نے ابوعبداللہ محمد بن احمد رازی وغیرہ سے سماع حدیث فرمایا۔ آپ کی وفات ۵۸۹ھ میں ہوئی۔[۳]

۵۔ ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابراہیم رازی معروف با بن الخطاب۔ آپ دیار مصر میں سند کا درجہ رکھتے تھے۔ آپ عالم، فاضل اور محدث جلیل تھے۔ آپ کی وفات ۵۲۵ھ میں ۹۱ سال کی عمر میں ہوئی۔[۴]

۶۔ ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن المظفر بن عبدالرحمٰن الکحال

ابوعبداللہ محمد بن احمد رازی نے آپ کا تذکرہ اپنی کتاب "المشیخۃ"[۵] میں کیا ہے اور فرمایا ہے کہ آپ امام نحو اور ادباء میں شمار ہوتے تھے مگر کچھ تذکرہ نویسوں کے مطابق آپ حدیث میں نرم خو تھے۔ تاہم میں نے آپ کا نام ان لوگوں کے ساتھ سنا ہے جو صحیح اور معلول میں فرق کرتے ہیں۔ پھر انھوں نے آپ سے اپنی مسموعات کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ میرے پاس آپ کی بیان کردہ روایات میں سے

۱۔ التکملۃ لوفیات النقلۃ: ۳/ ۵۰۰-۵۰۱، حسن المحاضرۃ: ۱/ ۵۵۴، شذرات الذہب: ۵/ ۱۸۰

۲۔ تکملۃ الکمال الاکمال ص ۷۰-۷۱

۳۔ التکملۃ ۱/ ۱۸۹-۱۹۰، حسن المحاضرۃ ۱/ ۴۵۴، الشذرات: ۴/ ۲۹۷

۴۔ العبر ۲/ ۴۲۶، حسن المحاضرۃ: ۱/ ۳۷۵، الشذرات: ۴/ ۷۵

مسند سعد بن ابی وقاص، احمد بن ابراہیم دورقی کی تصنیف ہے۔ آپ نے اس کی روایت المهندس عن الحسن: الباہلی کے طریق سے کی ہے[۲]

۷۔ ابو بکر احمد بن محمد اسماعیل المهندس۔ آپ دیار مصریہ کے محدث و معتمد علیہ تھے۔ آپ ثقہ، فاضل اور متقی تھے۔ آپ نے امام بغوی، محمد بن محمد الباہلی اور ان کی جماعت کے اہل علم سے روایت کی ہے۔ آپ کی وفات ۳۸۵ھ میں ہوئی[۳]

۸۔ ابو الحسن محمد بن محمد عبداللہ الباہلی البغدادی، امام حافظ اور ثقہ ہیں۔ آپ نے ابو عبداللہ الدورقی اور ان کے طبقہ سے روایت کی ہے آپ کی وفات مصر میں ربیع الآخر ۳۱۴ھ میں ہوئی[۴]

مسند کی تحقیق میں محقق کا طریقۂ کار

مسند سعد بن ابی وقاص کی تحقیق میں اس کے محقق عامر حسن صبری نے مندرجہ ذیل طریقے سے کام کیا ہے۔

۱۔ انھوں نے سب سے پہلے اس منفرد قلمی نسخے کی عبارت نقل کی ہے پھر احادیث کو مرتب کیا ہے۔ اس کے بعد احادیث کی تعداد لکھی ہے۔

۲۔ مسند کے تمام راویوں کا مختصر تعارف کرایا ہے، اس سلسلے میں انھوں نے زیادہ تر حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی کتاب "تقریب التهذیب" پر اعتماد کیا ہے۔

۳۔ مسند کی تمام احادیث و آثار کی وسیع پیمانہ پر تخریج کی ہے اور ان کے شواہد و متابعات اکٹھا کرنے میں فراخ دلی سے کام لیا ہے۔

۴۔ انھوں نے مصنف کی اسانید پر ناقدین حدیث کے اقوال کی روشنی پر حدیث کے صحیح یا ضعیف ہونے کا حکم لگایا ہے۔

۵۔ مشکل الفاظ کے معانی لکھے اور ان کی تشریح کی ہے۔ ••

---

[۱] مشیخۃ الرازی (ورق ۱۵۶-۱۵۷)

[۲] بغیۃ الوعاۃ: ۹۰/۲ [۳] العبر: ۱۶۶/۳، الشذرات: ۱۱۳/۳

[۴] تاریخ بغداد: ۲۱۴/۳، الشذرات: ۲۶۹/۲